Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 03. October – December 2023
ISSN: 2790 – 8798; E-ISSN: 2790 – 8801

مسلم عائلی مسائل کے حل میں صلہ رحمی کا کردار: ایک شرعی مطالعہ

The Role of Kindness in Resolving Muslim Family Issues: A *Sharīʿah* Study

Saqib Gulzar [*], *Liaqat Mahmood* [**]

[*] PhD Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad, Pakistan

[**] PhD Scholar, Institute of Islamic Studies and Sharia, MY University, Islamabad, Pakistan

KEYWORDS

Family
Issues
Kindness
Sharīʿah

ABSTRACT

It is a beautiful truth that we live together in this world and are dependent on each other in one way or other. It is also a fact that while living in society we are bound by many relations like; parent and children, husband and wife, brother and sister etc. Man seems like same but he has many differences with other as well as his relatives. Beauty of this world and mankind is that despite of common differences we live together. List of differences among the mankind is very long as it is a part of nature; but some time these differences turn into opposition which reverse the love of blood relationships and some time they become opponent to each other. So there is a need to understand the differences of relations and should be highlighted the obligations which are made by The Holy Quran and The prophet (Peace be upon him).Our society and family system become fruitful if we do not bather our differences and remain in compassion, brotherly love and kindness, understanding, consideration of others feelings and struggles and showing mercy, gentleness, generosity, sympathy, care and dignity. In coming lines presented some blood relations in the light of Quran and Sunnah and discussed how the harmony among the relatives can be made۔

تعارف

حُسن کائنات اس میں موجود اختلاف سے ہی ہے؛ لیل و نہار، رنگ برگ و ثمر اور انسانی خد و خال اس حسن کا بین ثبوت ہیں۔ اسی طرح انسانی زندگی میں اختلاف کا ہونا ناگزیر ہے۔ یہ بچپن، جوانی اور بڑھاپے میں بلکہ معاشرتی تعلقات میں ایک دوسرے کے نظریات میں موجود رہتا ہے۔ در حقیقت یہ قدرت الٰہیہ کا مظہر ہے کہ اگر کوئی اس کو مٹانے کے درپے بھی ہوں تو اس کو مٹا نہیں سکتے۔ یہ اختلاف یقیناً اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فِي خَلۡقِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ لَأٓيَٰتٖ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَابِ۔(آل عمران، ۱۹۰)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے بدل بدل کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

انسان اور انسانی رویہ میں اختلاف کا پایا جانا فطرت کے عین مطابق ہے لیکن یہ اختلاف بعض اوقات مخالفت کا سبب بن جاتا ہے اور مشکل ہو جاتا ہے کہ لوگ محبت و آشتی سے ایک دوسرے کے ساتھ رہ سکیں۔ تو گویا اختلاف ہمیشہ خوبصورتی پر ہی دال نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات حسن انسانی کو گہنا دیتا ہے۔ لہذا جو اختلاف معاشرتی زندگی کے حسن میں اضافہ کرے وہ یقیناً محمود ہوگا اور جس اختلاف سے قباحت پیدا ہوتی ہو وہ مذموم ہوگا۔

*Corresponding Author: Saqib Gulzar
Email: muhammad.abubakar@iiu.edu.pk

انسان چونکہ معاشرتی طور پر مل جل کر رہتا ہے کبھی یہ خاندان کی صورت میں، قبائل کی صورت میں یا محلے اور شہر اور کبھی ملک و قوم کی صورت میں۔ تمام انسان ایک دوسرے کے ساتھ مختلف رشتوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ یہ رشتے حسب و نسب کے ہو سکتے ہیں، محبت و احساس کے ہو سکتے ہیں یا پھر صرف معاشرتی ہو سکتے ہیں۔ ان میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف ہو سکتا ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اس اختلاف کو کیسے بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ وہ محمود رہے اور مذموم نا ہو سکے۔ اس میں سب سے اہم کردار صلہ رحمی کو ہو سکتا ہے۔ ایک پر امن معاشرے کا قیام اخوت اور بھائی چارہ کے بغیر ممکن نہیں اور اس کی بنیاد صلہ رحمی ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے حضور ﷺ کو ان الفاظ سے تسلی دی **كلا والله ما يخزيك الله ابدا، إنك لتصل الرحم، وتحمل الكل، وتكسب المعدوم، وتقري الضيف، وتعين على نوائب الحق**(بخاری، ۶۹۸۲) پھر اپ نے دیکھا کہ وہ ہستی کہ جو حسن اخلاق اور صلہ رحمی کا مرقع تھی اسکی شہرت چہار دانگ عالم پھیل گئی اسی لیے اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهۡدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعۡدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقۡطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ۔(بقرہ، ۲۷)

وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔

اس سے یہ امر واضح ہوا کہ فساد فی الارض کی بنیاد عہد الہی کو پس پشت ڈالنا اور قطع رحمی کرنا ہے اور اسکا معکوس یہ ہے کہ پر امن معاشرے کا قیام ایفاء عہد الہی اور صلہ رحمی پر کے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔ عائلی اختلافات کو دور کرنے میں صلہ رحمی کا کیا کردار ہو سکتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں، ایک جائزہ لیں گے اور دور حاضر میں اس پر کیسے عمل پیرا ہو کر ایک مثالی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔

قریبی رشتہ داروں کی اقسام

کوئی بھی انسان جن قریبی رشتہ داروں کے ساتھ جڑا ہوا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ حسب و نسب یا حقیقی رشتے: رشتوں کا خوبصورت نظام جو اللہ تعالی نے ترتیب دیا ہے وہ ماں اور باپ کے ذریعے معرض وجود میں آتا ہے۔ اس میں ہم کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے یہ رشتے حقیقی رشتے کہلاتے ہیں: ان میں بہن بھائی، ماموں، خالہ، چچا، پھوپھو، دادا دادی اور نانا نانی وغیرہ، یعنی انسان کی زندگی کی تکمیل ان ہی رشتوں سے ہوتی ہے۔

ب۔ مصاہرت یا ازدواجی رشتے: یہ وہ رشتے ہیں جو ہم اپنی مرضی سے اختیار کرتے ہیں یا نکاح کی صورت میں قائم ہوتے ۃیں مثلا: میاں، بیوی، ساس، سسر، سالے سالیاں وغیرہ۔

رشتوں کا یہ ایک انتہای خوبصورت گلدستہ ہے جو ہر وقت ہر انسان کے پاس ہوتا ہے لیکن اس گلدستے میں بعض اوقات ایسی نفرتیں اور کدورتیں پیدا ہو جاتیں جو اس گلدستہ کو خزاں رسیدہ کر دیتی ہیں۔ اس لیے شریعیت اسلامیہ نے ان رشتوں کا جوڑنے کا حکم دیا ہے اور ان رشتوں کا توڑنے والے کو خسارے والے لوگوں میں شامل کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

"ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي ٱلْأَرْضِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ"(بقرہ،۲۷)

"وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں''۔

رشتوں کی اہمیت اور اختلافات کی نوعیتیں

رد اختلاف میں سب سے اہم کردار کسی بھی خاندان کی عزت و وقار ہوتا ہے جو اس کو دوستوں اور دشمنوں میں پر وقار بناتا ہے۔اس کی مثال غزوہ خندق کے موقع پر ملتی ہے؛ جب کفار اور مشرکین مکہ کے جنگ خندق میں دانت کھٹے ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اب یہ ہمارے مقابلہ تو نہیں کر پائیں گے تاہم یہ مسلمان کے خلاف زبان درازی سے کام لیں گے یعنی یہ مسلمانوں کی ہجو کریں گے تو اسکا جواب دینے کے لیے تین صحابہ کر رضوان اللہ علیہم اجمیعن کی ڈیوٹی لگی حضرت حسان بن ثابت ,عبداللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک اور حسان بن ثابت کو فرمایا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میرے نسب کا پورا علم ہے جا کہ ان سے میرا نسب سیکھ لو:" **فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَعْجَلْ، فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا، وَإِنَّ لِي فِيهِمْ نَسَبًا، حَتَّى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِي**"(مسلم،ج۔۴،ح۔۱۹۳۶)اور نسب کا علم سیکھ لینے کے بعد حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپ کے نسب کو یوں اس ہجو سے نکالوں گا جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:"**وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ**"(مسلم،ج۔۴،ح۔۱۹۳۶)اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کا پاس اور لحاظ اختلافات کو ختم کرنے کا سبب بنتا ہے۔جبکہ دوسری جانب معلوم ہوا کہ اختلافات نہ صرف میدانِ جنگ میں مقابلہ بلکہ زبانی جنگ یعنی چپ کلش کے ذریعے بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

چونکہ ہر ایک خاندان کئی ایک رشتوں پر استوار ہوتا ہے اور انہیں رشتوں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی اختلافات مذموم کو رد کرتا ہے اور اختلافات محمود سے خاندانی اور معاشرتی حسن میں اضافہ کرتا ہے۔ذیل میں چند رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کا جو حکم قرآن وسنت میں موجود ہے اس کی چند مثالیں بیان کی جارہی ہیں۔

والدین کیساتھ صلہ رحمی اور رد اختلاف

انسان جب اس دنیا پر آنکھ کھولتا ہے تو قریب ترین رشتہ جو وہ محسوس کرتا ہے وہ والدین کا ہی ہے۔بچپن سے جوانی کا سفر تو بہت ساری محبت کے تحت طے ہوتا ہے لیکن جوانی میں مرد ہو یا عورت اکثر اختلاف بھی والدین سے ہی کر رہا ہوتا ہے اس کے اسباب کئی ہو سکتے ہیں اور نتائج بھی کئی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہمیں شریعیت ان کے ساتھ اختلاف کا اختیار کتنا دیتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں: دینِ اسلام میں والدین کیساتھ حُسن سلوک کی شدید تاکید کی گئی ہے اور ان سے بد سلوکی کرنے سے منع کیا گیا ہے،اولاد پر والدین کا حق اتنا بڑا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے حق عبادت کے ساتھ متعدد بار والدین کا حق بیان فرمایا ہے:

سورۃ النساء میں فرمایا:"**وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا**"(نساء،۳۶)

صرف اللہ تعالی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ،اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا: "**قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا** "(انعام، ۱۵۱)

"آپ ﷺ! ان سے کہہ دیجیئے، کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور یہ کہ والدین کیساتھ اچھا سلوک کرو"

سورۃ الاسرا میں ارشاد فرمایا: "**وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا** "(اسراء، ۲۳-۲۴)

"اور آپ کے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کیساتھ حُسن سلوک سے پیش آؤ، اگر اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ ہی اُنہیں جھڑ کو اور اُن سے احترام کیساتھ بات کرو۔ اور اُن پر رحم کرتے ہوئے انکساری سے ان کے سامنے جھک کر رہو۔ اور ان کے حق میں دعا کیا کرو کہ اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے رحمت و شفقت کیساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا"۔

سورۃ لقمان میں ارشاد فرمایا: "**وَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ (۴) وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**" (لقمان، ۱۵-۱۴)

"ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق (اچھے سلوک کی) نصیحت کی ہے۔ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے والدین کی شکر گزاری کر۔ (تم سب کو) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ (حُسن سلوک سے پیش آنا) اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو۔ تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبردار کروں گا"۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی والدین اور اولاد کے مابین ہونے والے اختلافات میں اولاد کو ہی اطاعت والدین کی طرف راغب فرمایا ہے:

والدین سے اختلاف ہلاکت کا سبب ہے: جیسا کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ ممبر پر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: "**وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الجَنَّةَ**"(ترمذي، 3545) ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے بوڑھے والدین کو پایا اور انکی خدمت حاصل کر کے جنت حاصل نہ کر سکا۔

والدین سے صلہ رحمی دنیاوی مشکلات کا حل ہے: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ کہ تین آدمی غار میں پھنس گئے انہوں نے اپنے اپنے نیک اعمال کا واسطہ دیا ان میں سے ایک ادمی وہ تھا جس نے اپنے بچوں اور اھلیہ پر والدیں کو نہ صرف ترجیح دی بلکہ ساری رات کا ارام بھی والدین کی خاطر قربان کر دیا تھا جب اس نے اپنے اس عمل کا واسطہ دیا تو پتھر غار کے منہ سے سرک کر ایک طرف ہو گیا، جیسا کہ حدیث میں ہے: "**فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَامْرَأَتِي، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا أَرَحْتُ**

عَلَيْهِمْ، حَلَبْتُ، فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ، فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ، وَأَنَّهُ نَأَى بِي ذَاتَ يَوْمٍ الشَّجَرُ، فَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً، نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَجَ اللهُ مِنْهَا فُرْجَةً، فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ"(مسلم، ج۔۴، ح۔۲۰۹۹)

اس سے یہ بات واضح معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی پریشانیوں کا حل بھی والدین کی خدمت میں رکھا ہے معیار عزت والدین کیساتھ صلہ رحمی ہے: بنی اسرائیل میں جریج وہ شخص تھا جو ہر طرف اپنے زھد اور تقوی کیوجہ سے مشہور تھا لیکن والدہ کی نافرمانی کی معمولی سی لغزش سب کچھ بہا کر لے گئی اور اسکو ہر طرف ذلیل ورسواہونا پڑا جیساکہ حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كَانَ رَجُلٌ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ يُصَلِّي، فَجَاءَتْهُ أُمُّهُ، فَدَعَتْهُ، فَأَبَى أَنْ يُجِيبَهَا، فَقَالَ: أُجِيبُهَا أَوْ أُصَلِّي، ثُمَّ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتَّى تُرِيَهُ وُجُوهَ المُومِسَاتِ"(بخاری، ج۔۳، ص۔۱۳۷) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزتیں والدین کی رضا میں رکھی ہیں۔

بعد از وفات والدین کے حقوق: حضرت مالک بن ربیعہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ قبیلہ بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ والدین کی وفات بعد کیا ان کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ باقی رہتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِيفَاءٌ بِعُهُودِهِمَا مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِمَا، وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا"(قزوینی، ج۔۲، ح۔۱۲۰۸) ہاں! ان کیلیے دعا کرنا اور استغفار کرنا اور انکی وفات کے بعد ان دونوں کے کیے ہوئے وعدہ پورے کرنا، ان کے دوستوں کا اکرام کرنا اور صلہ رحمی انھی کی ساتھ ہے۔

بہن اور بھائیوں کے ساتھ صلہ رحمی اور رد اختلاف

والدین کے بعد سب سے قریبی رشتہ بہن اور بھائی کا ہوتا ہے۔ خاندانی اختلافات میں بھی یہی سب سے زیادہ متاثر بھی ہوتے ہیں۔ وارثت کی تقسیم سے لے کر باہم رشتہ داریوں تک یہ ہی اختلاف کے زمہ دار بھی ہوتے ہیں اور اتحاد کے بھی۔

قرآن مجید کی روشنی میں: قرآن مجید نے کئی ایک مقام پر اس رشتے کے لیے انتہائی خوبصورت انداز میں اشارہ کیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی لیے دعا فرماتے ہیں:

"وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي● هَارُونَ أَخِي● اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي● وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي● كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا● وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا"(طٰہ، ۳۴)

"میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے، مجھے کندھا دینے والا بنادے، میرا ہاتھ بٹانے والا بنادے تاکہ ہم تیری زیادہ تسبیح بیان کریں اور تجھ سے زیادہ ڈریں"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب مقرر فرمایا لیکن بنی اسرائیل کو سامری نے گمراہ کردیا اور وہ بچھڑے کی پوجا کرنے لگ گئے اور واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کے ساتھ سخت کلامی فرمائی تو حضرت ہارون علیہ السلام نے انتہائی تحمل حضرت موسیٰ کے رویے کو برداشت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰٓ إِلَىٰ قَوْمِهِۦ غَضْبَٰنَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنۢ بَعْدِيٓ ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى ٱلْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُۥٓ إِلَيْهِ ۚ قَالَ ٱبْنَ أُمَّ إِنَّ ٱلْقَوْمَ ٱسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا۟ يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ ٱلْأَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ٠ "(اعراف،۱۵۰)

"اور جب موسیٰ اپنی قوم میں نہایت غصے اور افسوس کی حالت میں واپس آئے۔ تو کہنے لگے کہ تم نے میرے بعد بہت ہی بداطواری کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم (یعنی میرا اپنے پاس آنا) جلد چاہا (یہ کہا) اور (شدت غضب سے تورات کی) تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر (کے بالوں) کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ بھائی جان لوگ تو مجھے کمزور سمجھتے تھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں۔ تو ایسا کام نہ کیجیے کہ دشمن مجھ پر ہنسیں اور مجھے ظالم لوگوں میں مت ملایئے"

اور پھر موسی علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے دعا فرمائی۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: **"قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي"**(اعراف،۱۵۱)

حضرت یوسف علیہ السلام کے ہے جب ان کے بھائی ان کے بچپن میں انکے ساتھ زیادتی کرتے ہیں؛ انہیں والد محترم سے جدا کر دیتے ہیں، مارتے ہیں، کپڑے اتروا لیتے ہیں، کنویں میں ڈال دیتے ہیں اور غلام بنا کر ایک قافلے کو بیچ دیتے ہیں جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام جب ایک طویل جدوجہد کے بعد عزیز مصر بنتے ہیں اور وہی بھائی ان کے سامنے کھڑے ہیں اور وہ اپنے بھائیوں سے چشم پوشی فرماتے ہیں اور انھیں معاف فرما دیتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی سورہ یوسف میں بیان فرماتا ہے: **"قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ"**(یوسف،۹۲)

ایسا ہی رویہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائیوں کیساتھ فرمایا، اگرچہ آپ ﷺ کے تمام بھائی چچازاد ہی تھے۔ مثلا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مؤاخات کے موقع پر دنیا اور آخرت کیلیے اپنا بھائی قرار دیا: **"فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"**(ترمذی، ج۔٦، ص۔٨٦)

والدین اور بہن بھائیوں کے بعد قریب ترین رشتہ چچا اور تایا کا ہوتا ہے اور اکثر خاندانوں میں اختلافات کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجوہات میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرنا ہی ہوتا ہے۔ جتنا چچا اور بھتیجے کے درمیان قربت اور الفت ہوگی اتنا ہی اختلافات میں کمی رہے گی۔ ذیل میں قرآن وسنت سے چند مثالیں دی گئیں ہیں کیسے ان اختلافات میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں: قرآن الکریم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت جو آپ نے اپنی اولاد کو فرمائی کا تذکرہ فرمایا تو جواب میں اولاد یعقوب علیہ السلام نے اپنے والد گرامی کے آباؤ اجداد کا تذکرہ بیان فرمایا جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چچا باپ کی نسبت ہوتا ہے اور انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام لے کر نا صرف اپنے والد کریم کو تسلی دی بلکہ چچا اور تایا کے ساتھ رشتہ کو استوار رکھنے کی طرف اشارہ کیا۔ ارشاد ہوتا ہے: **"قَالُوا نَعْبُدُ إِلَـٰهَكَ وَإِلَـٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَـٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ"**(بقرہ،۱۳۳)

غزوہ بدر کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ قیدی بن کر آئے انکے بازو بڑے کس کے بندھے ہوئے تھے قیدیوں کو چونکہ مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا تھا ان کو بھی مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا بازو چونکہ زور کے بندھے ہوئے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کراہتے تھے اس پر نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا ان کے بازو ڈھیلے کر دو انکے کراہنے نے مجھے ساری رات سونے نہیں دیا اب چچا کی بھتیجے کے ساتھ وفا کو بھی دیکھیے جب کفار مکہ احد کے لیے عازم

ہوئے تو اس کی اطلاع دینے والے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس ہی تھے۔ یہ آپ ﷺ کا حسن سلوک اور صلہ رحمی ہی تھی کہ آپ کے چچا حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ سے مروی ہے کی رسول اللہ ﷺ فرمایا: **"يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ آذَى عَمِّي فَقَدْ آذَانِي فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ"** (بخاری، ج۔۹، ص۔۹۱) کی اے لوگو جس نے میرے چچا کو اذا دی اس نے مجھے اذا دی۔ اس دعا سے سیرت نبوی ﷺ کا یہ پہلو اجاگر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چچاؤں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔

دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں کی وفا بھی مثالی ہے جس کی مثالیں حضرت ابو طالب کا آپ کی حفاظت کا ذمہ اٹھانا، حضرت حمزہ کو کمان لے کر کعبہ میں کھڑا ہو جانا اور بدر اور احد میں کمال وفا کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہید ہو جانا اور حضرت عباس کا قریش کی احد کی تیاری کا قبل از وقت اطلاع کرنا، ہیں۔

اولاد کے ساتھ صلہ رحمی اور رد اختلاف

رشتوں کی ترتیب میں عموماً والدین، بہن، بھائی اور چچوں کے بعد اولاد آتی ہے لیکن محبت و عاطفیت میں اولاد سے مشورہ کرنا اور مشاورت راز و نیاز کے ساتھ کرنا اور انکی مختلف امور میں حوصلہ افزائی کرنا بھی صلہ رحمی ہے۔ اسکی چند ایک مثالیں قرآن پاک سے درج ذیل ہیں:

قرآن کی روشنی میں: حضرت ابرہیم علیہ السلام نے اگرچہ اطاعت الٰہی میں ہی اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا تھا مگر: **" فَٱنظُرۡ مَاذَا تَرَىٰۚ "** (صافات، ۱۰۲) کہ کر مشاورت فرماتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اپنے بیٹوں کو مشورہ عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ" (یوسف، ۶۷)

"اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ بیٹا ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ جدا جدا دروازوں سے داخل ہونا"

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جب حضرت موسی علیہ السلام پہنچے تو شعیب علیہ السلام کی ایک صاحبزدی نے مشورہ دیا کہ انکو اجرت پر رکھ لیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: **"قَالَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا يَٰٓأَبَتِ ٱسۡتَـٔۡجِرۡهُۖ إِنَّ خَيۡرَ مَنِ ٱسۡتَـٔۡجَرۡتَ ٱلۡقَوِيُّ ٱلۡأَمِينُ"** (قصص، ۲۶)
ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ ابا جی! آپ انہیں مزدوری پر رکھ لیجئے، کیونکہ جنہیں آپ اجرت پر رکھیں ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانت دار ہو۔

حدیث کی روشنی میں: کتب احادیث میں متعدد روایات ہمارے سامنے آتیں ہیں جن میں نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے ساتھ بہت محبت فرمائی۔ مثال کے طور پر: **"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: اجْتَمَعَ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِئُ مِشْيَتَهَا مِشْيَةَ أَبِيهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِابْنَتِي» ، فَأَقْعَدَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِنَا بِالسِّرَارِ فَتَبْكِينَ؟ فَلَمَّا قَامَ، قُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِينِي بِمَا سَارَّكِ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهَا: أَسْأَلُكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنْ حَقٍّ لَمَّا أَخْبَرْتِينِي، فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، قَالَتْ: سَارَّنِي، فَقَالَ: «إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَأَنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى ذَلِكَ إِلَّا عِنْدَ اقْتِرَابِ الْأَجَلِ، فَاتَّقِي**

اللَّهَ وَاصْبِرِي، فَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ» ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ» أَوْ قَالَ: «نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟"(مؤسسۃ الرسالۃ،۷،۶۲)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواج جمع تھیں اور کوئی بھی غیر حاضر نہ تھی اتنے میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیھا وہاں آگئیں جن کی چال بالکل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کے مشابہ تھی آپ نے فرمایا: مرحبا(خوش آمدید)میری بیٹی پھر انہیں اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھالیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا رونے لگیں پھر چپکے سے کوئی بات کہی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا ہنسنے لگیں میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا سے کہا کس وجہ سے روئیں حضرت فاطمہ سلام اللہ عنھا نے کہا میں رسول اللہ کا راز افشاں نہیں کروں گی میں نے کہا: میں نے آج کی طرح کوئی خوشی غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی۔ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے بغیر خوصیت کے ساتھ آپ سے کوئی بات کی ہے پھر بھی آپ رو رہی ہیں اور میں نے فاطمہ رضی اللہ عنھا سے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز افشاں نہیں کروں گی حتی کہ جب رسول اللہ کا وصال مبارک ہو گیا تو میں نے پھر پوچھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی بار یہ فرمایا تھا کہ جبرائیل مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن مجید کا دور کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب میرا وصال کا وقت آ گیا ہے اور میرے بعد میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھے ملو گی اور میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں تب میں رونے لگی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا میری اس امت کی عورتوں کی سردار ہو! تو میں اس وجہ ہنس پڑی۔

دوسری مثال رسول اللہ ﷺ کے سفر کی ہے جب بھی آپ سفر پر جاتے یا واپس آتے اپنی صاحبزادی کے گھر جاتے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: **"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سافر كان آخر عهده بإنسان من أهله فاطمة، وأول من يدخل عليه إذا قدم فاطمة"**(شیبانی،۱)

"جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنے اہل و عیال میں سے سب کے بعد جس سے گفتگو فرما کر سفر پر روانہ ہوتے وہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتیں اور سفر سے واپسی پر سب سے پہلے جس کے پاس تشریف لاتے وہ بھی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوتیں"

ایسے ہی حضرت ام المؤمنین عائشۃ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا روایت فرماتیں ہیں: **"ما رأيت أحدا من الناس أشبه كلاما برسول الله صلى الله عليه وسلم ولا حديثا ولا جلسة من فاطمة قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رآها قد أقبلت، رحب بها،ثم قام إليها، فقبلها، ثم أخذ بيدها فجاء بها حتى يجلسها في مكانه، وكانت إذا رأت النبي صلى الله عليه وسلم، رحبت به، ثم قامت إليه فقبلته"**(ذہبی،۲،۱۱۹)

"رسول اللہ ﷺ جب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آتے ہوئے دیکھتے تو انہیں خوش آمدید کہتے، پھر ان کی خاطر کھڑے ہو جاتے، انہیں بوسہ دیتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر لاتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھا لیتے اور جب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ ﷺ کو اپنی طرف تشریف لاتے ہوئے دیکھتیں تو خوش آمدید کہتیں پھر کھڑی ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیتیں۔

بیٹیوں کی اولاد سے غیر معمولی پیار: نبی کریم ﷺ اپنی بیٹیوں کی اولاد سے بہت زیادہ لگاؤ، گہرا قلبی تعلق اور غیر معمولی پیار رکھتے تھے۔امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براءؓ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے حسن بن علیؓ کو نبی کریم ﷺ کے کندھے پر دیکھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے اللہ! بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمائیں۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: **"كان يصلي وهو حامل امامة , فإذا سجد وضعها , وإذا قام رفعها"**(اصبحي،۷۹اھ) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، اور نماز کی حالت میں (اپنی نواسی) امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے تھے، جب آپ سجدہ میں گئے تو انہیں اتار دیا، اور جب کھڑے ہوئے تو انہیں اٹھالیا۔

"يعلى بن مره رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :أن حسنا وحسينا أقبلا يمشيان إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما جاء أحدهما جعل يده في عنقه، ثم جاء الآخر فجعل يده الأخرى في عنقه، فقبل هذا، ثم قبل هذا، ثم قال: «اللهم إني أحبهما فأحبهما، أيها الناس، إن الولد مبخلة مجبنة"(طبراني، ج،۳، ص۔۲۳)

"حسنین کریمین علیہما السلام حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف چل کر آئے، پس ان میں سے جب ایک پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنا بازو اس کے گلے میں ڈالا، پھر دوسرا پہنچا تو آپ ﷺ نے اپنا دوسرا بازو اس کے گلے میں ڈالا، بعد ازاں ایک کو چوما اور پھر دوسرے کو چوما اور فرمایا: اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔

حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے" **إذ جاء الحسن و الحسين عليهما السلام، عليهما قميصان أحمران يمشيان و يعثران، فنزل رسول الله ﷺ من المنبر فحملهما و وضعهما بين يديه، ثم قال : صدق الله : (إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ) فنظرت إلي هذين الصبيين يمشيان ويعثران، فلم أصبر حتي قطعت حديثي و رفعتهما"** (ترمذي،3545)

اتنے میں حسنین کریمین علیہما السلام تشریف لائے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں اور وہ (صغر سنی کی وجہ سے) لڑکھڑا کر چل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ (انہیں دیکھ کر) منبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں (شہزادوں) کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا: اللہ تعالی کا ارشاد سچ ہے: (بیشک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں۔) میں نے ان بچوں کو لڑکھڑا کر چلتے دیکھا تو مجھ سے رہا نہ گیا حتی کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اٹھالیا۔

قریبی رشتہ داروں کے مابین اختلافات اور صلہ رحمی

ایک خاندان یا قبیلہ میں کئی ایک رشتہ دار بھی ہوتے ہیں، جیسے پھوپھو زاد، خالہ زاد اور چچا زاد۔ یہ تمام رشتے بھی بعض اوقات اختلافات سے مخالفت کی طرف اور پھر خاندان سے ہی کٹ جاتے ہیں۔ قرآن و سنت میں کئی ایک مثالیں موجود ہیں جن سے یہ حکم ملتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کے ساتھ پیش آیا جائے تاکہ اختلافات مذموم نا بن سکیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں: قرآن پاک نے جہاں والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی کہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

"وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا"(نساء،۳٦)

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

رشتہ دواروں کے ساتھ حسن سلوک

صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا: حضرت صفیہؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی۔ آپ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہ بنت وہب کی بہن تھیں اس لحاظ سے آپؓ رسول اللہ ﷺ کی خالہ زاد بہن بھی تھیں۔ آپ اور آپ کے بیٹے زبیر ابن العوام السابقون الاولون میں سے تھے۔ آپ ایک بہادر، جرأت منداور نڈر خاتون تھیں اکثر غزوات میں آپ نے شرکت فرمائی، لیکن غزوہ احد میں جب سید الشہدا امیر حمزہ شہید ہو گئے اور کفار نے ان کا مثلہ کر دیا تو حضور ﷺ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ منع فرمایا کہ میری پھوپھی حضرت صفیہؓ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائیں گی۔ اس کے باوجود حضرت صفیہؓ پھر بھی اپنے بھائی کی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور ﷺ سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے صبر و استقامت سے وہاں سے چلی آئیں۔ (ابن اسحاق ،ص۔۴۹۷)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی پھوپھو سے احترام و محبت کا بامثال رشتہ تھا اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو ابن العوام کہنے کی بجائے ابن صفیہ فرمایا کرتے تھے اور حضور بھی ان کے بھتیجے اور خالہ زاد بھائی تھے چنانچہ ان کی محبت بھی آپ سے کمال کی تھی، شاید یہی وجہ تھی کی رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے وقت خواتین میں آپ ہی سب سے زیادہ نڈھال تھیں۔

زبیر بن العوام رضی اللہ تعالی عنہ: رسول اللہ ﷺ کی پھوپھو اور خالہ زاد بہن حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کے بیٹے ہیں رسول اللہ ﷺ نے آپ کے ساتھ بھی آپ نے محبت و عافیت والا معاملہ ارشاد فرمایا اور اپنی پھوپھو سے محبت کی وجہ سے آپ کو ابن صفیہ کی کنیت سے پکارا کرتے تھے، اور آپ رضی اللہ تعالی عنہ کا حواری کا لقب عطا فرمایا تھا: **"لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ"**(ابن ماجہ، ج،۱، ص۔۴۵)

سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ: سعد بن ابی و قاص فاتح ایران، سپہ سالار، نڈر اور بے باک شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا تعلق بنو زہرۃ سے تھا اور سیدہ آمنہ رضی للہ تعالی عنہا بھی بنو زہرہ سے تھیں۔ (ترمذي،٦۴۹)

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ آپ کو اپنا ماموں کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت کا اظہار آپ سے کمال کا ہے جیسے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن و قاص رضی اللہ تعالی عنہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: **"هَذَا خَالِي فَلْيُرِنِي امْرُؤٌ خَالَهُ"**(ترمذي،٦۴۹) کہ یہ میرے ماموں ہیں، اگر کوئی شخص ایسا ماموں رکھتا ہے تو وہ مجھے دکھائے۔

نتائج

۱۔ معاشرے میں اختلافات کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے اور خاندانوں میں بھی باہم اختلافات موجود ہوتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہر ایک کیلیے بہترین نمونہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خاندان اور خاندانی نسب کو نا صرف اہمیت دیتے تھے بلکہ صحابہ کو اس کا علم حاصل کرنے کی ھدایت بھی فرماتے تھے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔ آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں کی عزت دیتے انکی حوصلہ افزائی فرماتے، اچھے القابات سے نوازتے اور ان کیلیے دعائیں بھی فرماتے تھے۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اولادوں سے اور ان کی اولادوں سے انتہائی محبت اور شفقت فرماتے۔

۵۔ ہمارے روزمرہ کے اختلافات جو بعض اوقات ہوتے ہی سطحی ہیں۔ اختلافات چاہیں سطحی ہوں یا مخالفت کی حدود کو پار کرنے والے، ہمیں چاہیے کہ ہم صلہ رحمی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں۔

تجاویز

۱۔ اللہ تعالی کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اقتداء اور اتباع کا اولین تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے مختلف گوشوں میں آپ کی صفات و اخلاق، آپ ؐ کی نبوت کے دلائل اور خصائص کی معرفت حاصل کی جائے۔ جو شخص آپ ؐ کے اخلاق و اوصاف کو جانے گا وہی یقینا ہدایت پاسکے گا اور اختلافات سے اپنے دامن کو بچا سکے گا۔

۲۔ معاشرہ کی اکائی خاندان ہوتا ہے اگر ایک خاندان پر امن ہو گا اور اختلافات کو مخالفت تک نہیں پہنچنے دے گا اور یہ اخوت اور بھائی چارہ کے بغیر ممکن نہیں اور اس کی بنیاد صلہ رحمی ہے اور فساد فی الارض کی بنیاد قطع رحمی کرنا ہے۔

۳۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی اولادوں کے ساتھ، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آہیں تاکہ ہمارا معاشرہ صحیح اسلامی معاشرہ بن سکے۔

۴۔ ہمیں چاہیے کہ صلہ رحمی کا باقاعدہ درس نا صرف بڑوں کو دیں بلکہ بچوں کی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ ان کو بچپن سے ہے عفو و درگزر اور صلہ رحمی کا جذبہ بیدار ہو۔

حواشی وحوالہ جات

آل عمران

Aal Imran

بقرہ

Baqarah

النساء

An Nissa

انعام

Al Anaam

اسراء

Isra

لقمان

Luqman

طہ

Taha

اعراف

A'araf

یوسف

Yousuf

صافات

Al Saffat

قصص

Al Qasas

مسلم،(1329ھ) مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت-دار احیاء التراث العربي

Muslim (1329h) Muslim bin Hujaj, Sahih Muslim, Beirut, Dar Ihya al Turath Al Arabi

ترمذي،(1395ھ) محمد بن عیسی، سنن ترمذی، مصر-شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابي الحلبي

Tirmizi (1395h) Muhammad bin Isa, Sunan Tirmizi, Egypt, Sharika Maktabh wa Matba, Mustafa Al Babi Al Halabi.

بخاري،(1422ھ) أبو عبد الله محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، بيروت، دار طوق النجاة

Bukhari (1422h) Abu Abdullah Muhammad Bin Ismail, Sahih Al Bukhari, Beirut, Dar Toq Al Nijah

ابن ماجة،(1953)، محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، قاہرہ، دار احیاء الکتب العربية

Ibn Majah (1953) Muhammad Bin Yazid Al Qazwaini, Sunan Ibn Majah, Cairo, Dar Ihya Al Kutub Al Arabia

شیبانی،(1403ھ) احمد بن محمد بن حنبل بن هلال، فضائل الصحابة، بیروت- مؤسسة الرسالة

Shaibani (1403) Ahmad Bin Muhammad Bin Hambal bin Hilal, Fadail Al Sahaba, Beirut, Muasasat Al Risalah.

نسائی،(1406ھ)، عبد الرحمن بن احمد شعیب، سنن کبری، بیروت- مؤسسة الرسالة

Nisai (1406h) Abdul Rehman Bin Ahmad Bin Shuaib, Sunan Kubra, Beirut, Muasasat Al-Risalah

مالک،(2004)، انس بن مالک، المؤطاء، ابوظبی- مؤسسة زاید بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية

Malik (2004) Anas bin Malik, Al Muwata, Abu Dahbi, Muasasah Zaid Bin Sultan Aal Nahyan lil A'amal Al Khairia wa Al Insaniah

ابن اسحاق،(1398)، حمد بن إسحاق بن يسار المطلبي، سیرت ابن اسحاق، بیروت، دار الفکر

Ibn Ishaq (1398) Ahmad bin Ishaq bin Yassar Al Mutalabi, Sirah Ibn Ishaq, Beirut, Dar al Fikr.